عینی شہادت بخیر بلّی کا وقت نہیں ہوں۔ حقیقت میں آنا مناسب ہے گو وہ نا موزوں ہے۔ مولوی محمد حسین کا دوست ہے لیکھرام کے متعلق ضمیمہ نقل اشتہار الحکم میں سے مگر انگی نقل نہیں بیان ہوئی۔ عدالت نے انگریز ایک آدمی آگے مکان کی بھی ملاقات ہوئی تھی۔ وہ مرزا کے مخالف تھی

دستخط انسپکٹر پولیس
دستخط حاکم

بیان گواہ ہمارے روبرو اور سماعت میں تحریر ہوکر سنایا گیا۔ سنکر درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

نقل حکم درمیانی مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۹۹ء

مقدمہ فوجداری

باجلاس مسٹر جی ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

وکلائے ہر دو فریق چاہتے ہیں کہ مقدمہ ملتوی کیا جاوے اسلئے ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء کو بمقام دہاریوال اب یہ مقدمہ پیش ہووے۔ وکلا کو آج کی کارروائی کی نقل دیجاوے اور نیز فقرہ ۵ کی نقل بھی دیجاوے کہ جو عدالت میں پڑھی گئیں۔ اور اگر ممکن ہووے تو وکلا اس کا ترجمہ داخل کریں۔ چنانچہ وہ ہدایات پڑھ کر سنائی گئیں۔ تحریر ۱۱/۱/۹۹ – دستخط حاکم

ابطال الوہیت مسیح ابن مریم

ذات باریتعالےٰ وحدہٗ لاشریک

باپ
بیٹا
روح القدس

باپ بیٹا۔ روح القدس۔ یہ تین اقنوم خدائے واحد کے تین صفات یعنی ذاتی طاقتیں عیسائی مانتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ صفات ذات کا عین ہوتی ہیں جسسے تینوں اقنوم ازلی و ابدی ہیں۔ اور تینوں پر خدائی کا اطلاق جائز ہے۔ اور ان تین صفات کے کام بھی جداجدا ہیں۔ باپ کا کام خلقت کا پیدا کرنا اور فنا کرنا۔ بیٹے کا کام گنہگاروں کی نجات کا انتظام کرنا۔ روح القدس کا کام بندگان خدا کو ہدایت پر قایم رکھنا۔ یہ تینوں اقنوم یعنے صفات ثلاثہ اور ان کا بیان ہے جو اوپر ہو چکا۔

اب حضرات عیسائی صاحبان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو شکم مریم صدیقہ سے پیدا ہوئے تھے۔ جنکی پیدائش کو آج ۲۴ اکتوبر کو ۱۸۹۸ سال ہوتے ہیں بشریت میں مبتلا تسلیم کرتے ہیں۔ اور آب۔ خاک۔ آتش۔ باد۔ سے مرکب مانتے ہیں۔ اور روح ناطق بھی عام ذیحیات کی طرح اُن کے وجود میں قبول کرتے ہیں۔

اب اس حادث وجود کا متحد ہونا وجود باری تعالیٰ سے کیونکر عیسائی صاحبان مانتے ہیں؟ آیا یہ وجود عنصری محدود ومحسوس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسکا حادث ہونا خود عیسائیوں نے تسلیم کرلیا ہے ذات باری تعالےٰ کے وجود قدیم میں فنا ہو گیا تھا بایں وجہ اُن پر خدائی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ یا حضرت عیسے علیہ السلام کے وجود عنصری محدود ومحسوس میں خدا کا نزول وحلول کرمان کر قدیم و حادث کو ایک مانا جاتا ہے۔ اور یہ بھی فرمائیں کہ ذات باریتعالے کا حلول ونزول عیسائی تسلیم کریں تو چاہیے کہ مسیح ابن مریم پر باپ اور بیٹے اور روح القدس کا اطلاق جایز تصور کریں۔ اور جس طرح بیٹے کو مریم کا صاحبزادہ خیال کرتے ہیں اسیطرح باپ اور روح القدس کو بھی مریم کے بیٹے ٹھہرا دیں۔ شق ثانی۔ اگر ارشاد ہو کہ صرف بیٹے کا اقنوم مسیح کے وجود عنصری میں حلول ونزول ہوا تھا۔ اسلئے مسیح پر بیٹے کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ تو اس کے جواب میں گذارش ہے کہ اقنوم یعنے صفت خود عیسائیوں کا تسلیم شدہ امر ہے۔ اور یہ بات مسلم الطرفین ہے کہ صفت اپنے موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔ ورنہ خدا کی ذات پاک میں قطع وبرید کسی اہل کتاب کا مذہب ہے؟ پھر ایک اقنوم بیٹے کا خدا کی ذات سے علیحدہ ہوکر کہیں حلول ونزول ہوتے پھرنا کیا معنے رکھتا ہے؟ ان صورتوں کے علاوہ اگر کوئی صورت عیسائیوں کو معلوم ہو جس سے حادث اور قدیم کی یکجائی ہو سکتی ہے تو براہ مہربانی بیان فرمائیں۔ مگر ثبوت اس مسئلہ خلاف عقل کا توریت اور صحف انبیاء علیہم السلام سے عنایت فرمائیں کیونکہ مسئلہ خدا شناسی کا انبیاء کرام پر از جانب باری تعالےٰ منکشف ہوتا ہے۔ اور یہ نہیں ہو عقل اور انصاف بھی یہی ہے کہ مسئلہ خدا شناسی کے بارے میں انبیائے پاک کی جماعت کا اتباع چھوڑ کر کسی پیغمبر یا جھوٹے مسیح کہلانے والوں کا اعتبار کرنا سراسر عقل سے بعید ہوتا ہے۔

راقم محمد معین الدین واعظ دعوت اسلام

دارالامان قادیان

۱۔ کچھ عرصہ دنوں مطلع ابر آلود رہا۔ موسم میں تبدیلی کا رنگ کسیقدر ہو چلا ہے۔

۲۔ ہفتہ کی شام کو ہلال شوال المکرم نظر آیا۔ اور اتوار کو صبح ۱۰ بجے کے قریب نماز عید ادا کی گئی۔ بیرونجات سے بھی کچھ احباب آگئے تھے۔ کوئی آٹھ نو سو کے قریب آدمی شامل نماز تھے۔ جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب نے خطبہ پڑھا۔ اور نماز پڑھائی۔ مولوی صاحب کا طرز بیان وسیع و لطافت سا ہے ایک سچا جوش اور حقیقی درد۔ یہی باتیں تھیں جنہوں نے خطبہ کو بہت ہی موثر بنا دیا۔ کوئی ساڑھے گیارہ بجے کے قریب آپنے وعظ فرمایا۔ اور خیر وخوبی سے عید گذر گئی۔

۳۔ ۱۳ فروری کو علی الصباح مقدمہ کی پیروی کیلئے حضرت اقدس مع احباب دارالامان سے ٹمٹم کو روانہ ہو گئے۔ جہاں سے بسواری ریل پٹھانکوٹ کو تشریف لیگئے۔ مقدمہ کی تاریخ کے کل حالات اس ہفتہ ہم عدم گنجائش کے باعث درج اخبار نہیں کر سکے۔ انشاء اللہ آیندہ ہفتہ میں مقدمہ کی کارروائی ہدیہ ناظرین کی جاویگی۔

۴۔ ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں تقسیم انعام کا جلسہ ہوا۔ جس کی مفصل روئداد دوسرے وقت پر ہم شایع کرینگے۔

۵۔ ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ جناب مرزا فضل بیگ صاحب ... اپنے صاحبزادوں کو مدرسہ تعلیم الاسلام میں داخل کرانے کے لئے لائے ہیں۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

سو ہا مجربوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - و ولایت کی یونیورسٹی سے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑبال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ ہزارہا ڈاکٹر و حکیم صاحبان اور اودیہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بڈھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ سے خالص ممیرہ فی ماشہ عشہ روپیہ - عطری سرمہ فی تولہ ۴ محصول ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے - **المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

۱ - میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بطور اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ کا آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ جب ہنوز کچی حالت میں ہو اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے - مضافات میں جہاں لائق ڈاکٹر کا ملنا مشکل ہے وہاں بھی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس بارے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے

راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالٹ صاحب بہادر - ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے عطا کیا ہے جس کا تجربہ میں نے ایک بیگم [illegible] مسماۃ [illegible] عمر ۳۰ سال [illegible] پر کیا - مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں [illegible] اور دانے نکلے ہوئے اور پڑبال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں بہت سوجی ہوئی اور دکھتی ہوئی تھیں اور ان سے کثرت سے [illegible] - اسکی بینائی میں [illegible] فرق آگیا تھا [illegible] اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خاکسار ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن [illegible] لاہور - سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جب بیچارہ کا [illegible] دکھلایا - جیسے ایک [illegible] کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب [illegible] پھولا ہونے کے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر درست قائم ہو گئی اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش [illegible] کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپ نے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان [illegible] کا کام کیا ہے لہذا بنظر خدمت ہر خاص و عام کو بالتخصیص تاکید کرتا ہے کہ بوقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا عارضہ ہو اس اکسیر [illegible] ممیرے کے سرمہ کے استعمال کرنے کا قصد ہرگز [illegible] نہیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر [illegible] سنگھ اسپتال اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر چیری صاحب اور کیلپ وغیرہ سے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی باری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر [illegible] محمد خان مرحوم والی ملک افغانستان

۲ مارچ سنہ ۱۸۹۰

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی اسناد میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک بھی فرضی ثابت کر دے اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا - جو [illegible] بجلسہ [illegible] مارچ سنہ ۱۸۹۵ کو جمع کیا گیا ہے -

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا

مکتوبات امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام ۵۵)

مخدومی مکرمی اخویم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عنایت نامہ پہنچا - بالتشبیہ کلام الٰہی سے محبت رکھنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبہ سے عشق پیدا ہونا اور اہل اللہ کے ساتھ حب صافی کا تعلق حاصل ہونا یہ ایک ایسی بزرگ نعمت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص اور مخلص بندوں کو ملتی ہے - اور دراصل بڑی بڑی ترقیات کی یہی بنیاد ہے - اور یہی ایک تخم ہے جس سے ایک بڑا درخت یقین اور معرفت اور قوت ایمانی کا پیدا ہوتا ہے - اور محبت ذاتیہ اللہ جل شانہ کا پھل اس کو لگتا ہے۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ! کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ نعمت جو راس الخیرات ہے عطا فرمائی۔ پھر بعد اس کے جو کسل اور قصور بجا آوری اعمال حسنہ میں ہو وہ بھی انشاء اللہ القدیر ان حسنات عظیمہ کی جذب سے دور ہو جائیگا۔ ان الحسنات یذھبن السیئات۔ آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے جیسے آپ کے اخلاص نے بطور خارق عادت اس زمانہ کے ترقی کی ہے - ایسا ہی جوش حب للہ کا آپ کے لئے اور آپ کے ساتھ بڑھتا گیا ہے - اور چونکہ خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس درجہ اخلاص میں آپ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی شریک ہو - اسلئے اکثر لوگوں کے دلوں پر جو دعوے سے تعلق رکھتے ہیں - خدا تعالیٰ نے قبض وارد کی - اور آپ کے دل کو کھول دیا فھذا فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ویھدی من یشاء ویضل من یشاء

حامد علی سخت بیمار ہو گیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسکو دوبارہ زندگی بخشی ہے - جس وقت آپ تشریف لاویں اگر حکیم فضل الدین صاحب و مولوی عبد الکریم صاحب بھی ساتھ تشریف لے آویں تو بہت خوب ہوگا۔ آنمخدوم اپنی طرف سے ان دونوں صاحبوں کو اطلاع دیں کیونکہ گاہ گاہ ملاقات ہونا ضروری ہے - زندگی بے اعتبار ہے ۵

والسلام   خاکسار غلام احمد عفی عنہ

۹ جولائی ۱۸۸۸ء

خطبہ موعظت

جو مولانا مولوی نورالدین صاحب نے یکم شوال ۱۳۱۶ھ بروز عید الفطر پڑھا

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین - واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا - ولا یقبل منها عدل ولا تنفعھا شفاعۃ ولا ھم ینصرون ۔

اللہ تعالیٰ ہمارا مالک - ہمارا خالق ہمارا رازق کثیر اور بے انتہا انعام دینے والا مولا فرماتا ہے کہ میری نعمتوں کو یاد کرو - انسان کے اندر قدرت نے ایک طاقت ودیعت رکھی ہے کہ جب کوئی اسکے ساتھ احسان کرتا ہے - تو اسکے اندر اپنے محسن کی محبت پیدا ہوتی ہے - جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا اور ایسا ہی اس آدمی کے دل میں ایک قسم کی نفرت اور رنج پیدا ہو جاتا ہے - جس سے اسکو کسی قسم کی تکلیف یا رنج پہنچے - اور یہ ایک فطرتی - اور طبعی تقاضا انسان کا ہے - پس اسی فطرت اور طبیعت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ اس مقام پر فرماتا ہے کہ اللہ کریم کے احسانوں کا مطالعہ کرو۔ تم ان کو یاد کرکے اس محسن اور منعم کی محبت کو دلمیں جگہ دو۔ اسکے بیشمار اور بےنظیر احسانوں پر غور تو کرو کہ اسنے کیسی سنرا اور روشن آنکھیں دیں جن سے وسیع نظارہ قدرت کو دیکھتے اور ایک حظ اٹھاتے ہیں۔ کان دیئے۔ جن سے ہر قسم کی آوازیں ہمارے سننے میں آتی ہیں۔ زبان دی جس سے کیسی خوشگوار اور عمدہ باتیں کہکر خود خوش ہو سکتے ہیں۔ ہاتھ دیئے کہ جن سے بہت سے فوائد خود ہم کو اور دوسروں کو پہنچتے ہیں۔ پاؤں دیئے کہ جن سے چل پھر سکتے ہیں۔ پھر ذرا غور تو کرو کہ دنیا میں اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ ادنیٰ سا احسان بھی کرتا ہے تو وہ اسکا کسقدر ممنون ہوتا ہے۔ اور ہر طبیعت اس احسان کو محسوس کرتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے احسان جو کل دنیا کے احسانوں سے بالا اور بالاتر ہیں اور جو سچ پوچھو تو وہ احسان بھی دراصل اللہ تعالیٰ ہی کے احسان تھا۔ جسنے یہ توفیق عنایت فرمائی۔ کوئی کسی کو نوکر کرا دیتا ہے - یا دعوت کرتا ہے یا کچھ دیتا ہے - یہ سوچو تو سہی کہ اگر خدا داد طاقتیں نہوں تو ہم کیا کچھ اس سے اٹھا سکتے ہیں؟ دعوت میں عمدہ سے عمدہ اغذیہ اور کھانے کے سامان ہوں۔ لیکن اگر کسی کا مرض ہو یا پیٹ میں درد ہو تو وہ کھانے کیا لطف دیسکتے ہیں اور ان سے کیا مزہ اٹھا سکتا ہے؟ عمدہ سے عمدہ چیز بجز فضل الٰہی فایدہ اور سکھ نہیں دیسکتی۔ یہ روشنی جس سے ہزارا سکھ اور فایدے پہنچتے ہیں۔ کس نے دی ہے؟ اسی نے۔ جو نور السموات والارض ہے - ہوا - پانی کسنے عطا فرمایا؟ اسی منعم حقیقی کی نعمتوں اور برکتوں کا ایک شمہ ہے۔ سرسبز کھیت اور باغوں میں پھل لگانا اسکی نوازش اور عنایت ہے۔ غرض کل دنیا کی نعمتوں سے جو انسان کی ملکیت ہو رہی ہے۔ یہ اسکی ہی ذرہ نوازیاں ہیں۔ جسمانی نعمتوں اور برکتوں کو چھوڑ کر اب میں ایک عظیم الشان نعمت روح کے فطرتی تقاضے کو پورا کرنے والی

عزت کا ذکر کرتا ہوں۔ وہ کیا چیز ہے؟ اسکا پاک اور کامل کلام ہے جس کے ذریعے سے انسان ہدایت کی راہ اور صفا اصول معلوم کرتا ہے۔ اسکا ظلمت اور تاریکی کی زندگی سے نکل کر روشنی اور نور میں آیا۔ لیکن انسان بغیر [illegible] انسان کی باوجود سمجھ ہونے کے عبارت واقف نہیں ہو سکتا۔ تو پھر اللہ تعالے کی رضا جو ایک پوشیدہ امر بالکل مجہول تھا۔ یہ خدا تعالے کا احسان عظیم ہے کہ اُسنے اپنی رضا کی راہوں کو بتانے اور اپنی رضا اور ناراضگیوں کے ظاہر کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ قائم فرمایا۔ انسان دنیا کے عجائبات اور خدا اور چیزوں میں غور کرکے سیکھتا ہے۔ لیکن وہ ابدی اور دائمی خوشی جو خود اللہ تعالے ظاہر کرے کیسے سمجھ ہو گی۔

گرسنگی کا دکھ اور تکلیف جسمانی [illegible] حاصل کرنے کے لئے انسان کپڑا اور غذا بہم پہنچاتا ہے۔ مگر ایک وقت آتا ہے کہ کپڑا پھٹ جاتا ہے۔ اور غذا کا فضلہ باقی رہ جاتا ہے۔ روحانی نعمتیں ابد الآباد کی راحتیں ہیں۔ دنیا میں۔ برزخ میں۔ جنت اور حشر و نشر میں ہمارے ساتھ ہیں۔ غرض خدا تعالے کے عجیب انعامات بے شمار اور [illegible] کا سبب ہے۔

گزشتہ ایام میں چونکہ رستے صاف نہ تھے۔ تعلقات باہمی مضبوط نہ تھے۔ اسلئے ہر ایک قوم میں نبی اور رسول آتے رہے۔ جب مشرق اور مغرب اکٹھا ہونے لگا۔ خدا کے علم میں وہ وقت خلط ملط کا آگیا تو اللہ تعالے نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا انبیاء علیہم السلام اور جسقدر رسول آئے غرباً فرداً قوموں کی اصلاح کے لئے آئے۔ اُن کا جامع اور سب رسولوں کی تمام پاک تعلیموں کا مجموعہ قرآن کریم ہے۔ جو جامع اور یہی کتاب ہے فیہا کتب قیمة فرمایا۔

پھر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے لئے یہ ایک مشکل پیش آتی تھی کہ ان میں کوئی خلیفہ اور کوئی یاد دلانے والا نہ ثابت ہوتا تھا۔ اسلئے لوگ بے خبر ہو جاتے تھے۔ اور قوم بے پرواہ ہو جاتی تھی۔ مگر مولا کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دامن چونکہ الی یوم القیامہ وسیع کر دیا ہے۔ اور آپ ہی [illegible] رسول اللہ علیکم جمیعا کا ہے اور ایسی مضبوط کتاب عطا فرمائی۔ ممکن نہ تھا کہ لوگ بے خبر رہتے۔ اسکی حفاظت کا انتظام بھی خود ہی مولا کریم نے فرما دیا۔ جیسے ظاہری حفاظت کے لئے قراء اور حفاظ ہیں۔ ایسے ہی تعلیم کے لئے سب سامان مہیا فرمایا۔ ہزارہا مذاہب اس وقت دنیا میں نظر آتے مگر جب دیکھا گیا تو انبیاء علیہم السلام کا ہی مذہب عمدہ پایا۔ کوئی دو قرنوں کی بھی [illegible] کہ کوئی [illegible] ہو

افسوس انسان حیوان اور بے جان اشیاء کی پرستش کرتا ہے۔ اور پھر ایک اپنے جیسے کھانے پینے کے محتاج اور ناتوان انسان کو معبود مانتا ہے۔ ایسی صورت میں توحید کا پاک چشمہ مکدر ہو چکا تھا۔ اور قریباً توحید حقیقی کا نام و نشان مٹ گیا تھا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس پاک چشمہ اور مبارک سلسلہ توحید کو قائم کیا اور پھر اسکی تکمیل کی۔ ہر ایک قسم کی گندی اور ناپاک رسم کو دور کر دیا۔ اللہ تعالے کے سوا اسکے کسی اسم کسی فعل اور کسی عبادت میں غیر کو شریک کرنا۔ یہ شرک ہے۔ اور تمام ایسے کام اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لئے کرنے اسکا نام عبادت ہے۔ لوگ مانتے ہیں کہ کوئی خالق خدا تعالے کے سوا نہیں۔ اور یہ بھی مانتے ہیں کہ موت اور حیات خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں اور مخلوق اقتدار و اختیار میں ہے۔ پھر مان کر بھی دوسرے کے لئے سجدہ کرتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں اور طواف کرتے ہیں۔ عبادت الٰہی کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔ خدا تعالے کے روزوں کو چھوڑ کر دوسروں کے روزے رکھتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی نمازوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے غیر اللہ کی نمازیں پڑھتے ہیں اور ان کے لئے زکوٰتیں دیتے ہیں۔ ان تمام مفاسد باطلہ کی بیخ کنی کے لئے اللہ تعالے نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ انسان کی اوسط عمر ۶۰ ـــ ۸۰ پس اس عمر کا انسان پہلی صدی کے حالات تو بیان کر سکتا ہے۔ - - - - - - - -

- - - - - - - - یہ احسان ہے اللہ تعالے کا جو اسلام سے مخصوص ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد اللہ تعالے مبعوث ہوتا ہے۔ اسکے لحاظ سے اسکا یاد دلانے والا پیدا ہوتا ہے یہ انعام ہے یہ فضل اور احسان ہے اللہ تبارک و تعالے کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لائے تھے اور جسکا ضروری کاموں میں سے ایک یہ تھا۔ کہ کوئی شخص حق تعالے کی ذات کے سوا کوئی نہ ہو یا خالق نہ رازق نہ اسکے سوا علیم نہ مجیب۔ نہ ممیت نہ سکھ دکھ دینے والا ہے۔ بلکہ صرف خدا ہی ہے۔ جو سب کام کرنے والا ہے۔ سجدہ رکوع۔ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا ہو یا پکارنا ہو۔ یہ سب کام اللہ تعالے کے سوا اوروں کے لئے نہ ہوں۔ یہ باتیں اصول ایمان تھیں جو ہم کو سکھائی گئیں۔ ملائکہ۔ کتاب اللہ۔ رسل۔ جزا و سزا پر ایمان لانا۔ تقدیر خیر و شر پر ایمان لانا۔ اپنے سب عقائد رضائے الٰہی کے مطابق بلکہ صرف

خدا ہی ہے جو سب کام کرنے والا ہے - - - - - - -

- -

- -

ملائکہ پر ایمان لانا۔ اللہ تعالے کی کتابوں۔ اسکے پاک رسولوں کو ماننا۔ جزا و سزا پر ایمان لانا۔ اور اس امر کا ماننا کہ ہر چیز کا اسنے اندازہ کیا ہے۔ یہ ایمان کے اصول ہیں کہ اپنے سب عقائد کو رضائے الٰہی میں لگا دینا ایک سچے مومن کا کام ہے۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرنا۔ اپنے مال میں سے ایک معین حصہ یعنے زکوٰۃ کا ادا کرنا۔ یتیموں مسکینوں اور رشتہ داروں کی خبرگیری کرنا۔ رنج و راحت۔ بیماری۔ تندرستی۔ تنگی۔ فراخی۔ امیری۔ مفلسی۔ مقابلہ۔ عسر و یسر۔ صلح۔ عداوت میں خدا تعالیٰ کی رضا کو ہاتھ سے نہ دینا۔ یہ اصول یہ پاک اور مبارک اصول ممکن تھا کہ بھول جاتے۔ جسطرح اور قومیں اپنی کتابیں کھو بیٹھیں۔ لیکن یہ خدا تعالے کا فضل اسکا کمال احسان ہوا کہ ایمان۔ عقاید۔ اخلاق فاضلہ کے سکھانے کے لئے اور اصلاح نفس اور تہذیب کے لئے وہ وقت پر اور عین ضرورت کے وقت پر اپنے پاک بندے پیدا کرتا رہتا ہے۔ بڑی بدقسمت ہیں وہ لوگ جنکو ان بیدار کرنے والوں کی خبر ہی نہیں ہوتی۔ اور بڑے ہی بدقسمت ہیں وہ لوگ جنکو خبر تو ہوتی ہے مگر وہ اپنی کسی خطاکاری کے سبب سے [illegible] اسکو شناخت نہیں کر سکتے۔

غرض اس باب میں خدا تعالے اس نعمت کے لحاظ کو جو انسان پر ہے ارشاد فرماتا ہے کہ میری نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی ہیں۔ و انی فضلتکم علی العالمین بنی اسرائیل کو کہتا اور مسلمانوں کو سناتا ہے کہ اور میں نے تم کو دنیا پر ایک قسم کی بزرگی عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالے کے حکموں پر چلنے والا آسمانی اور پاک علوم سے دلچسپی رکھنے والا جیسی زندگی بسر کر سکتا ہے اس سے بہتر اور افضل وہم میں بھی نہیں آسکتی۔ منافق کا نفاق جب ظاہر ہوتا ہے تو اسکو کیسی شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ جھوٹ بولنے والے کے جھوٹ کے ظاہر ہونے پر وعدہ خلافی کرنے والے کے خلاف وعدہ پر اُن کو کیا کچھ ہوتا ہے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ والے مذہبی حیثیت سے اپنے پاک اور ثابت شدہ یقینی اور روشن عقاید اور اصول مذہب کے لحاظ سے کل دنیا پر فضیلت رکھتے ہیں۔ کیا خدا تعالے کی حضور کوئی منافق ٹھہر سکتا ہے؟ [illegible] ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ خدا تعالے مخفی در مخفی ارادوں اور نیتوں کو جانتا ہے۔ اس کی حضور نفاق کام نہیں آ سکتا۔

بلکہ من جاہد فینا کو کام آتا ہے۔ سلامتی ہو۔ اللہ کا بندہ ہو۔ خدا سے سچی محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ہمدردی اور خیر خواہی ہو۔ امر بالمعروف کرنے والا اور نہی عن المنکر ہو۔ بدی کا دشمن رہنا اور اس کا عیب ہو۔ خدا تعالیٰ سے غافل اور بے پرواہ نہ ہو۔ یہ جنت نے اسلام ہے۔ پس یاد رکھو کہ عقاید کے لحاظ سے دنیا میں بے نظیر مذہب اسلام ہے۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ اعمال کے لحاظ سے۔ اعمال کے لحاظ سے دنیا میں کوئی مذہب اسلام سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر میں یہ بھی ساتھ ہی کہونگا کہ اسلام ہو۔ دعوے اسلام نہ ہو۔ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن کا مصداق ہو۔ ساری توجہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف لگا دیوے۔ اور ایسے طریق پر کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے۔ یا کم از کم اتنا ہی ہو کہ اس بات کو کامل طور پر سمجھ کہ خدا مجھکو دیکھ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے انعام کو یاد کرکے سارا دیکھو۔ دیکھکر کیسی کتاب۔ کیسا مذہب اس نے عطا کیا ہے۔

دنیا کے مذاہب کی حفاظت کے لئے مجدد من اللہ نصرت یافتہ پیدا نہیں ہوتے۔ اسلام کے اندر کیسا فضل اور احسان ہے کہ وہ مامور بھیجتا ہے جو پیدا ہونے والی بدعتوں میں دعا کے مانگنے والا۔ خدا کی درگاہ میں ہوشیار انسان۔ منزلوں اور عداوتوں کے بد نتائج سے آگاہ۔ بھلائی سے واقف انسان ہو تا ہے۔ جب غفلت ہوتی ہے اور قرآن کریم سے بیخبری ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں بے سمجھی پیدا ہو جاتی ہے تو خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفاء پیدا کریگا۔ جن کے سبب سے کل دنیا میں اسلام فضیلت رکھتا ہے۔ یہ امر مشکل نہیں ہوتا کہ ہم اس انسان کو کیونکر پہچانیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے۔ اسکی شناخت کے لئے ایک نشان سمجھا اور نشانوں کے خدا تعالیٰ نے یہ مقرر فرمایا ہے کہ لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم۔ خدا زمانہ کو ہمارے مامور کی شناخت کیا ہے۔ اور اسکے لئے ایک توجیہ نشان ہے۔ کہ وہ مولی ایسی متاع جس کو خدا تعالیٰ نے پسند کرتا ہے اس سے لوگ آگاہ ہوں اور غلطی سے چونکہ اٹھیں۔ اور اسے چھوڑ دیں۔ اسکو پیدا کرنے کے لئے اسکو ایک طاقت دیجاتی ہے۔ ایک قسم کی بہادری اور نصرت عطا ہوتی ہے۔ اسباب کے قائم کرنے کے لئے نیز چلنے کے لئے اسکو بھیجی ہے۔ قسم قسم کی نصرتیں ہوتی ہیں۔ کوئی ارادہ اور سچا جوش پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ خدا تعالیٰ کی مدد کا ہاتھ ساتھ نہ ہو۔ بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں اور غفلت والی چیزیں پیدا ہوتی ہیں مگر

اللہ تعالیٰ نے ان سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدل دیا ہے اور دور کر دیتا ہے۔ ایک معیار تو اسکی رہنمائی شناخت کا یہ ہے۔

اب ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت پر غور کرو جب آپ نے دعوت حق شروع کی تنہا تھے۔ جیب میں روپیہ نہ تھا۔ سازو برگ سے مضبوط نہ تھے۔ حقیقی بھائی کوئی نہ تھا۔ ماں باپ کا سایہ بھی سر سے اٹھ چکا تھا اور وہ جسد قوم کو دیکھتی تھی۔ مخالفت حد سے بڑھی ہوئی تھی مگر خدا کے لئے کھڑے ہوئے۔ مخالفوں نے جسقدر ممکن تھا دکھ پہنچائے۔ جلاوطن کرنے کے منصوبے باندھے قتل کے منصوبے کئے۔ کیا تھا جو انھوں نے نہ کیا۔ مگر کس کو بھی دکھنا پڑا۔ آپ کو دشمن ایسے خاک میں ملے کہ نام و نشان تک مٹ گیا۔ وہ ملک جو کبھی کسی کے ماتحت نہ ہوا تھا آخر کس کے ماتحت ہوا۔ اس قوم میں جو توحید سے ہزاروں کوس دور تھی توحید پہنچا دی اور نہ صرف پہنچا دی بلکہ سراسر خوف کے بعد امن عطا کیا۔ ان کے بعد ان کے جانشین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے۔ آپکی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بھی نہ تھے۔ پھر کیونکر ثابت ہو کہ خلیفہ حق ہیں۔ اسامہ کے پاس بیس ہزار لشکر تھا اسکو بھی حکم دیدیا کہ شام کو چلا جا۔ اگر اسامہ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ ۲۰ ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواح عرب میں ارتداد کا شور اٹھا تھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام و نشان نہ رہا تھا۔ سب کچھ ہوا۔ پر خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا۔ اکبر رافضی بھی گواہی دے اٹھا کہ اسد اللہ الغالب کو خوف کی وجہ سے ساتھ ہونا پڑا کیسا خوف پیدا ہوا کہ سب مرتد ہو گئے۔ مگر سب خوف جاتا رہا کیوں اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ جب تک مامور ہو کر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی ہے۔ اسکے ہاتھ کا تماشا یہ دکھلا دیتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔ بلکہ جسقدر کمزوریاں ہوں۔ وہ سب معجزات اور الٰہی تائید میں ہیں۔ کیونکہ ان کمزوریوں ہی میں تائید الٰہی کا مزہ آتا ہے۔ اور معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا کی دستگیری کیسا کام کرتی ہے۔ — امیر دولت کی گھمنڈ سے مولوی علم کے گھمنڈ سے۔ کوئی منصوبہ بازیوں اور حکام کے پاس آنے جانے کے گھمنڈ سے اگر کامیاب ہوتا ہو تو

خدا کے بندے خدا کی مدد سے کامیاب ہوتے ہیں۔ انکی یہ سرمایہ علوم اور سفر کے وسایل نہیں ہوتے۔ مگر عالم ہونے کی لاف و گزاف مارنے والے ان کے سامنے شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ انکے پاس کتب خانے اور لائبریریاں نہیں ہوتیں۔ وہ حکام سے واقفیت نہیں۔ مگر وہ ان سب کو نیچا دکھا دیتے ہیں جو اپنے رسوخ۔ اپنے تعلقات کی وسعت کو دعوے کرتے ہیں۔ برادری اور قوم اسکی مخالفت کرتی ہے۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح انکو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ یہی ہمیشہ ان کی پہچان ہوئی ہے۔

غرض رہنماؤں اور مامور کی شناخت کے یہ نشان خدا تعالیٰ نے خود ہی بیان فرما دئیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے انعام یاد دلاتا ہے۔ ہر ایک مخلوق مخلوق ہونے اچھی قوم میں پیدا ہونے کو دیکھو۔ مگر اسمیں سب شریک ہیں۔ پھر عقاید کو دنیا کے عقاید کو دیکھو۔ سچے مذہب کو بے تعصب ہو کر ٹٹولا ہے۔ بت پرستوں اور یوں۔ برہموؤں کو دیکھا ہے جب ہم ایک خدا کا عقیدہ کو پیش کرتے ہیں تو کوئی مذہب بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام بدیوں سے منزہ مانتا ہو۔ یہ فخر اسلام کو صرف اسلام کو ہے۔ اسکے ساتھ کیا کوئی عقیدہ مل سکتا ہے۔ پھر انبیاء کو جھوٹا ٹھہرانا۔ اور اپنے عقلی ڈھکوسلوں سے پانا چاہتے ہیں وہ ایک گڑھے میں گر رہے ہیں۔ ایک مشہور برہمو لیکچرار نے نہایت جوش سے اپنے لیکچر میں کہا کہ اے خدا! میں یہ چاہتا ہوں کہ تیرے پاس پہنچانا چاہتا ہوں۔ مگر وہ نہیں آتے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اسکا یہ فقرہ سنکر میں رو پڑا اور گر گیا۔ اور دعا کی کہ اے خدا تو میرے دل کو کمزور کر۔ پھر میں استقلال سے اوپر آیا اور کہا کہ میں ایک عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپنے فرمایا کہ میں ہندوستانیوں کو خدا کی حضور پہنچانا چاہتا ہوں میں تیار ہوں۔ مگر آپ اتنا فرما دیں کیا آپ یقیناً یقیناً سمجھا سکتے ہیں حضور پہنچا دینگے۔ ہم جو اسکا انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان نہ تھا۔ گھبرا گیا۔ اور بولا کہ آپ ملک کی تحقیقات کے بعد پر پہنچا سکتا ہوں۔ مگر کل معلوم نہیں کیا جدید بات پیش آوے۔ علیہ الغفران یہ امیر میں نے کہا کہ ایک شخص ایک دعوے اور کامل شعور اور بھروسہ سے کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی حضور یقیناً پہنچا سکتا ہوں تو پھر اس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے یا آپ کی طرف۔ اسکو شرمندہ ہوکر

کیا بڑا کرامات کا کوئی ہو!!! وہ شخص جو کامل بصیرت اور پورے یقین اور شعور سے خدا تعالےٰ تک پہنچ چکا دعوے کرتا ہے۔ اور اس نے پہنچا دیا اور پہنچاتا ہے۔ اور پہنچاویگا۔ وہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیا وہ جو کہتے ہیں کہ ہمارا سب سال گذر گئے۔ خدا تعالےٰ نے ہم کو کتاب دی۔ اور وہ آجتک ایک ہی ترجمہ پیش نہ کر سکے۔ اور پھر بھی وہ اپنے کامل کہتے ہیں۔ کیا ان کو شرم نہیں آتی؟ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان چند سال کے اندر خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کو مشرق اور مغرب میں پہنچا دیا۔

غرض انسان خوب مطالعہ کرے کہ اسلام سے بڑھکر نعمت اور عزت وشرافت کا موجب اور کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے پہلے بتایا ہے کہ زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے خلیفہ بنانیکا خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ اور وہ خلیفہ دجال سے نہیں۔ آدمیوں کے انتخاب سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنیگا۔ اب اس زمانہ کے منعم علیہ پر غور کرو۔ کیا کوئی کہسکتا ہے کہ مصنوعی باز اور مشرک ہے۔ عبادت میں سست ہے۔ بھلا ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ ایک عابد اور موحد خدا کا پرستار کہلانے والا ممکن ہے ریاکار ہو۔ مگر اللہ تعالےٰ اُسکے خلوص نیت اور صدق کو اپنی تائیدات اور نصرتوں سے ثابت کر دیتا ہے۔ پھر یہ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ خوف کے وقت بھی وہ پرستار رہتا ہو۔ نہیں! نہیں!! وہ جبکہ خوف امن سے بدل جاتا ہے وہ اسوقت بھی سچا پرستار ہوتا ہے۔

الغرض ایمان بڑھانے کے لئے خدائے تعالےٰ کے انعام پر غور کرنے سے بڑھکر کوئی چیز نہیں ہے۔ ایمان۔ عقاید۔ اعمال۔ معاملات کے لحاظ سے منعم علیہ امت اسلام ہے۔ اور پھر مسلمانوں سے وہ فرقہ جو خلفاء اللہ کے سلسلے کو مانتا ہے۔ ان سے بڑھکر نہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان سے بڑھکر کوئی مومن امت نہیں۔

انسان اکیلی نماز زیادہ پڑھتا ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز گو چھوٹی اور مختصر ہی ہو مگر اسمیں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ امام کے تحت اعمال میں کسقدر زیادتی ہوتی ہے۔ بس یہ ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ جو خدا نے ہم کو دی ہے مگر اس انعام کو ان الفاظ ہی پر نہ چھوڑ کر دین کو دنیا پر مقدم کرو گے۔

بڑی ذمہ داری کا وعدہ ہے۔ یہ وعدہ کسی امام انسان کے ہاتھ پر نہیں۔ بلکہ امام کسی کے ہاتھ پر نہیں ہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت ہے۔ خوب یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ سے وعدہ کر کے خلاف کرنے والا منافق ہوتا ہے۔ بس ڈرنے اور رونے کا مقام ہے۔ اور بڑے حزم و احتیاط کی ضرورت ہے۔

پھر اللہ تعالےٰ کا انعام یاد کر کے مومن اس بات کو سوچے کہ ایک وقت آتا ہے۔ والقوا پڑتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے کوئی دوست آشنا اپنا بیگانہ کچھ کام نہیں آتا۔ دنیا میں نمونہ موجود ہے۔ انسان بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بھی [illegible] نہیں بتا سکتے۔ یہ نمونہ اس بات کا کہ یہ سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے وقت کوئی کام نہیں آتا۔ کسی کی سفارش اور جرمانہ کام نہیں آتا۔ اسلئے اسدن کے لئے آج سے ہی تیار رہو۔ پس خدا تعالےٰ کے فضل کو یاد کر کے محبت الٰہی کو زیادہ کرو۔ اور غفلتوں اور کمزوریوں کو چھوڑ دو۔ اور اپنے وعدوں پر لحاظ کرو۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھینگے۔ [illegible] میں قدم آگے بڑھائینگے اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بھائیوں سے محبت کرینگے۔ پھر کہتا ہوں کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ جو وعدوں کے خلاف کرتا ہے وہ منافق ہوتا ہے۔ جھوٹ اور وعدوں کے خلاف ورزی کرتے کرتے انسان کا انجام نفاق سے مبدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھکو اور آپکو اس سے بچائے اور صدق اخلاص اور اعمال حسنہ کی توفیق دے!!! آمین!!!

مقدمہ کے مفصل حالات

آجتک جس قدر حالات متعلق مقدمہ ہم نے شائع کئے ہیں۔ وہ بالکل مجمل تھے۔ ابتدا میں ہمارا خیال تھا کہ مقدمہ کے کل حالات حسب معمول ہم ایک پمفلٹ کے ذریعے شائع کرینگے۔ لیکن ناظرین کے شدید اشتیاق نے مجبور کیا کہ بذریعہ اخبار ہی ان کو سرسری شائع کیا جاوے۔ اس اختتام مقدمہ پر ممکن اور ضرور ہوا تو کوئی مختصر سا رسالہ اسپر لکھا جاویگا۔ وہ بھی اس صورت میں کہ اگر خود حضرت اقدس جناب امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی ضرورت سمجھی۔ اسلئے ہم کل روئداد کو مع فوائد کو چھوڑ کر درج کرتے ہیں مقدمہ کی تاریخ تو دراصل اس خط سے شروع ہوتی ہوئی سمجھنی چاہیئے جو مولوی عبد القادر لودہانوی نے [illegible] کو اپنے قدیم تعلقات ہم کیشی کی بنا پر مشتمل بر درخواست مباہلہ لکھا تھا۔ چونکہ وہ خط الحکم میں شائع ہو چکا ہے۔ اور ایسا ہی وہ اشتہارات جو بغرض مباہلہ شائع ہوئے درج ہو چکے اور ہمارے ناظرین ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار کو بھی ملاحظہ کر چکے جو مقدمہ کیلئے بطور بنا کے قرار دیا گیا ہے۔ اس اشتہار کے جاری ہونے پر ۳ دسمبر ۱۸۹۸ء کو محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نے ایک رپورٹ ارسال کی۔ اور محمد حسین نے ۵ دسمبر کو ایک درخواست حصول لائسنس اسلحہ کی بمقام گورداسپور پیش کی جس سے مقدمہ کی بناء قائم ہوئی

پس ہم اس وقت سے لیکر کل حالات مقدمہ نقل مسل سے لیکر شائع کرتے ہیں۔ سو ہو ہذا

نقل مسل فوجداری

مقدمہ

سرکار بنام مرزا غلام احمد قادیانی و مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی

باجلاس مسٹر جے۔ ایم۔ ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

مرجوعہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء فیصلہ [illegible] منزلت قادیان

نمبر مقدمہ ۱/۳ جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

رپورٹ خاص تھانہ بٹالہ } جناب عالی! مرزا غلام احمد ساکن قادیان و مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ کے باہم ایک عرصہ سے تکرار مذہبی چلا آتا ہے۔ دونوں اپنی اپنی تائید اور مخالف کی تکذیب میں تحریرات وغیرہ چھاپہ کر جاری کرتے رہتے ہیں۔ اور بجوش مذہبی کے بجائے ایسے اشتعال بخش الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے ان کے دیکھنے والا کل کی جماعت کو مریدان و معتقد آمادہ فساد ہو سکتے ہیں چنانچہ کے حالات سابق وقتاً فوقتاً بذریعہ رپورٹ ہائے خاص گذارش حضور ہوتی رہی ہیں۔ دونوں نے یہ طریقہ محض اپنی نام آوری اور خاندانی [illegible] اختیار کیا ہوا ہے

ضمیمہ اخبار الحکم قادیان ۳ مارچ ۱۸۹۹ء سنہ عیسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

اپنے مریدوں کی اطلاع کے لئے

جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسروں کے لئے اعلان

جو کہ ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پر عدالت جے ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ میں دائر تھا بتاریخ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء بروز جمعہ اس طرح پر اس کا فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آئندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دل آزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے کوئی کسی کو کافر اور دجال اور مفتری اور کذاب نہ کہے۔ کوئی کسی کو مباہلہ کے لئے نہ بلا دے اور قادیان کو چھوٹے کاف سے نہ لکھا جائے اور نہ بٹالہ کو طا کے ساتھ اور ایک دوسرے کے مقابل پر نرم الفاظ استعمال کریں۔ بدگوئی اور گالیوں سے مجتنب رہیں۔ اور ہر ایک فریق حتی الامکان اپنے دوستوں اور مریدوں کو بھی اس ہدایت کا پابند کرے اور یہ طریق نہ صرف باہم مسلمانوں میں بلکہ عیسائیوں سے بھی یہی چاہیئے"۔ لہٰذا میں نہایت تاکید سے اپنے ہر ایک مرید کو مطلع کرتا ہوں کہ وہ ہدایت مذکورہ بالا کے پابند رہیں اور نہ مولوی محمد حسین اور نہ اس کے گروہ اہل حدیث اور نہ کسی اور سے اس ہدایت کے مخالف معاملہ کریں۔ بہتر تو یہی ہے کہ ان لوگوں سے بکلی قطع کلام اور ترک ملاقات رکھیں۔ ہاں جس میں رشد اور سعادت دیکھیں اسکو معقول اور نرم الفاظ سے راہ راست سمجھائیں اور جس میں تیزی اور لڑنے کا مادہ دیکھیں اس سے کنارہ کریں۔ کسی کے دل کو ان الفاظ سے دکھ نہ دیں کہ یہ کافر ہے یا دجال ہے یا کذاب ہے یا مفتری ہے گو وہ مولوی محمد حسین ہو یا اس کے گروہ میں سے یا اس کے دوستوں میں سے کوئی اور ہو۔ ایسا ہی کسی عیسائی اور کسی دوسرے فرقہ کے ساتھ بھی ایسے الفاظ جو فتنہ کو برپا کر سکتے ہیں استعمال میں نہ لاویں اور نرم طریق سے ہر ایک سے برتاؤ کریں۔ اور ہم مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں بھی عرض کرتے ہیں کہ چونکہ اس نوٹس پر انکے بھی دستخط کرائے گئے ہیں بلکہ اسی تحریری شرط سے عدالت نے اُن پر مقدمہ چلانے سے انکو معافی دی ہے۔ لہٰذا وہ بھی اسی طور سے اپنے گروہ اہل حدیث امرتسری لاہوری لدہانوی دہلوی اور راولپنڈی کے رہنے والے اور دوسرے اپنے دلی دوستوں کو بذریعہ چھپے ہوئے اعلان کے بلا توقف اس نوٹس سے اطلاع دیں کہ وہ حسب ہدایت صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپورہ اپنے فریق مخالف یعنے میری نسبت کافر اور دجال اور مفتری اور کذاب کہنے سے اور گندی گالیاں دینے سے روکے گئے ہیں۔ اور اس معاہدہ کی پابندی کے لئے نوٹس پر دستخط کر دیئے گئے ہیں کہ وہ آئندہ نہ مجھے کافر

کہیں گے نہ دجّال نہ کذاب نہ مفتری۔ اور نہ گالیاں دینگے اور نہ قادیان کو چھوٹے کاف سے لکھیں گے اور ایک حد تک اس بات کے ذمہ دار رہیں گے کہ اُنکے دوستوں اور ملاقاتیوں اور گروہ کے لوگوں میں سے کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال نکرے۔ سو سمجھا دیں کہ اگر وہ لوگ بھی اس نوٹس کی خلاف ورزی کریں گے تو اس عہد شکنی کے جواب دہ ہونگے۔ غرض جیسا کہ میں نے اس اعلان کے ذریعہ سے اپنی جماعت کے لوگوں کو متنبہ کردیا ہے مولوی محمد حسین کی دلی صفائی کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ وہ بھی اپنے اہل حدیث اور دوسرے مونہہ زور لوگونکو جو اُنکے دوست ہیں بذریعہ اعلان متنبہ کریں کہ اب وہ کافر دجال کذاب کہنے سے باز آجائیں اور دلآزار گالیاں نہ دیں ورنہ سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے باز نہ آنے کی حالت میں پورا پورا قانون سے کام لیگی۔ اور ہم تو ایک عرصہ گذر گیا کہ اپنے طور پر یہ عہد شایع بھی کر چکے کہ آیندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کرینگے اور اس مقدمہ میں جو ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کو فیصلہ ہوا ہمنے اپنے ڈیفنس میں جو عدالت میں دیا گیا ثابت کردیا ہے کہ یہ پیشگوئی کسی شخص کی موت وغیرہ کی نسبت نہیں تھی محض ایسے لوگونکی غلط فہمی تھی جنکو عربی سے ناواقفیت تھی۔ سو ہمارا خدا تعالے سے وہی عہد ہے جو ہم اس مقدمہ سے مدت پہلے کر چکے۔ ہم نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ میں شیخ محمد حسین اور اسکے گروہ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ وہ سات سال تک اس طور سے ہم سے صلح کرلیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بد زبانی سے مونہہ بند رکھیں اور انتظار کریں کہ ہمارا انجام کیا ہوتا ہے۔ لیکن اُسوقت کسی نے ہماری یہ درخواست قبول نکی اور نہ چاہا کہ کافر اور دجال کہنے سے باز آجائیں یہانتک کہ عدالت کو اب امن قائم رکھنے کے لئے وہی طریق استعمال کرنا پڑا جسکو ہم صلحکاری کے طور سے چاہتے تھے۔

یاد رہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ کے وقت مجھے یہ بھی کہا تھا کہ وہ گندے الفاظ جو محمد حسین اور اس کے دوستوں نے آپکی نسبت شایع کئے۔ آپکو حق تھا کہ عدالت کے ذریعہ سے اپنا انصاف چاہتے اور چارہ جوئی کراتے اور وہ حق ابتک قائم ہے۔ اس لئے میں شیخ محمد حسین اور اسکے دوستوں جعفر زٹلی وغیرہ کو مطلع کرتا ہوں کہ اب بہتر طریق یہی ہے کہ اپنے مونہہ کو تھام لیں۔ اگر خدا کے خوف سے نہیں تو اِس عدالت کے خوف سے جسنے یہ حکم فرمایا اور یہ فہمایش کی اپنی زبان کو درست کرلیں اور اس بات سے ڈریں کہ میں مظلوم ہونے کی حالت میں بذریعہ عدالت کچھ چارہ جوئی کردوں۔ زیادہ کیا لکھا جاوے۔

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۶ فروری سنہ ۱۸۹۹

انوار احمدیہ پریس قادیان

کہ ان کی عزت اور فریق مخالف کی ذلت ان کی جماعت میں پیدا ہو۔ اور ان کے واسطے علاوہ شہرت کے دنیاوی فائدہ پہنچے۔ جیسے کہ اب تک بذریعہ منی آرڈر وغیرہ رقومات کثیر پہنچ رہی ہیں۔ حال میں میرزا غلام احمد قادیانی نے مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ سے درخواست کی کہ وہ فیصلہ بحث مذہبی کا بذریعہ مباہلہ کرے۔ (مذہب اسلام میں ایک طریقہ دعا کا واسطے فیصلہ منجانب اللہ کے ہے۔ اور فریق کاذب پر اس فیصلہ کی رُو سے عذاب نازل ہوتا ہے)

مولوی محمد حسین نے مباہلہ تو منظور کیا۔ مگر بجائے نازل ہونے عذاب کی بجائے ایک سال مقررہ مرزا غلام احمد کے تین روز کے اندر اندر مقرر کی اور مرزا غلام احمد کی طرف سے بصورت فتحیابی مولوی محمد حسین کو ۲۵۰ روپیہ انعام دیا جانا مقرر کیا گیا۔ بجواب اسکے ایک شخص سید ابو الحسن تبتی وارد کوہ شملہ سنجولی نے ایک اشتہار تاریخ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو دیا کہ بصورت فتحیابی مولوی محمد حسین بٹالہ کے تحریر کیا کہ مرزا غلام احمد کا منہ کالا کیا جاوے۔ اسکو ذلیل کیا جاوے اور اس کے بعد اسکو گدھے پر سوار کر کے کوچہ بکوچہ ان حاید کی شہروں میں پھرایا جاوے اور بجائے مبلغ انعام ۲۵۰ روپیہ کے صرف ۲۵۰ جوتے اُن کے سر پر لگائے جاویں وغیرہ وغیرہ۔ اور اس اشتہار پر ملا محمد بخش لاہوری نے اپنی طرف سے ریمارک اڑائے۔ جو درج اشتہار منسلکہ ہیں اور اس پر نشان سُرخی سے دیا گیا ہے۔ اس اشتہار اور ریمارکوں کی بابت مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکی جماعت خیال کرتے ہیں کہ مولوی محمد حسین سکنہ بٹالہ نے بنام خود دوسرے شخص کی طرف سے یہ اشتہار دلایا ہے۔ اور اب مرزا غلام احمد نے ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو ایک اشتہار جسکا عنوان یہ ہے کہ ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ برخلاف مولوی محمد حسین و ملا محمد بخش لاہوری و ابو الحسن تبتی کے جاری کیا جس کا اثر یہ ہے کہ مجھکو الہام ہوا ہے کہ ۱۳ ماہ کے اندر یعنی ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک یہ تینوں اشخاص ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ اور اس میں جو تمنے دُعا کی۔ اور جو اسکا جواب بذریعہ الہام کے معلوم ہوا اُردو زبان میں تحریر کئے ہیں۔ اس اشتہار کے جاری ہونے پر مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ کو سخت اشتعال اور خوف پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ اشتہار اپنی سابقہ عادت کے بموجب اسکی نقصان رسانی کا انتظام میعاد مقررہ کے اندر کر کے جاری کیا ہے۔ اور اس غرض سے مولوی محمد حسین بٹالوی نے ایک چھری تیز دھار ساخت میرو ضلع شاہپور خریدی ہے۔ اور ہر وقت اپنے پاس بغرض حفاظت خود رکھتا ہے۔ اور عام طور پر چھری مذکور لوگوں کو دکھلاتا رہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے لیکھرام کی طرح میری ہلاکت کا انتظام کر کے اشتہار جاری کیا ہے۔ اور مجھ کو اندیشہ ہے کہ اس پیشگوئی کی صداقت کے واسطے مجھ کو قتل کرائیگا۔ اسلئے واسطے اپنی حفاظت اور مقابلہ دشمن کے چھری ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ اور دونوں فریق میرے علاقہ میں آباد ہیں۔ اور ان کے مریدوں معتقدوں کی ایک بڑی بھاری جماعت ہے جسمیں ہر طرح کے لوگ تیز مزاج وغیرہ شامل ہیں۔ اب صورت اس معاملہ کی بدامنی کی حد تک پہنچ گئی ہے کہ زیادہ تحمل مقتضی نہیں ہے۔ سخت اندیشہ نقض امن کا فریقین کی طرف سے ہے۔ اور اشتہارات علاوہ دلشکنی و رنج دہ اشتعال انگیز کلمات فریقین کی طرف سے روزمرہ سے اور دیکھے جاتے ہیں۔ اور ان کا چرچا عوام میں ہو کر ایک دوسرے فریق کی جماعت کی دلشکنی و اشتعال طبع کا باعث ہو رہے ہیں حضور کو یاد ہوگا کہ جب مرزا غلام احمد مقدمہ متعلقہ اقدام قتل ہنری کلارک صاحب بہادر مرتب سے بری ہوا تھا تو جناب مسٹر ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے زبانی اسکو فہمایش فرمائی تھی کہ برائے آیندہ ایسے اشتہار پیشگوئی جس سے نقض امن کا اندیشہ ہو نہ دیا کرے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد سے اقرار لیا گیا۔ اور منظوری کی تھی۔ اب پھر اسی طرح اشتہار بازی شروع کر دی ہے۔ جو موجب نقض امن کا ہے۔ ایڈیٹر اشاعۃ السنہ رسائل مطبوعہ و اشتہارات و اخبارات ملفوف ہیں۔ جہاں اسکا ذکر ہے۔ نشان سُرخی سے دیا گیا ہے۔ اگر پسند رائے حضور ہو تو معرفت انسپکٹر صاحب اس امر کی خفیہ دریافت فرما کر فریقین کی ضمانت و مچلکہ حفظ امن کا انتظام فرمایا جاوے۔

تحریر یکم دسمبر ۱۸۹۸ء عرضی کمترین محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ

از پولیس گورداسپور اصل درخواست بمعہ اخبارات و اشتہارات سربمہر خفیہ ہمراہ مکتوب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بھیجی جاوے اور گذارش کیا جاوے کہ سال گذشتہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے برخلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری دائر کیا گیا تھا۔ مگر کسی وجہ سے رہ گیا ہوا۔ اور کپتان ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے جنکی عدالت میں یہ مقدمہ سماعت ہوا تھا۔ حکم دیا تھا کہ آئندہ کے لئے مرزا غلام احمد ایسی پیشگوئی نہ کرے۔ مگر اب پھر اُسنے اس حکم کے برخلاف کرنا شروع کیا ہے جس سے اندیشہ نقض امن کا ہے۔ ہماری دانست میں مرزا غلام احمد نے کپتان ڈگلس صاحب بہادر کے حکم اور وعدہ کے خلاف کیا ہے۔ اور بضرورت نقض امن کو روکنے کے لئے فریقین کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ فریقین کی حفظ امن میں ضمانت لینی چاہیئے کاغذات بلا بلفافہ خفیہ مرسل ہوویں۔ بتحریر ۲ ۔ دستخط بحروف انگریزی

نقل درخواست

دربارہ حصول لائیسنس مولوی ابو سعید محمد حسین شامل مسل

اجلاسی

جے ۔ ایم ۔ ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور

سرکار بنام مرزا غلام احمد قادیانی و مولوی ابو سعید محمد حسین ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور۔

جرم زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

جناب عالی!

مرزا غلام احمد ساکن موضع قادیان نے برخلاف مظہر سائل بدیں مضمون اشتہار دیا ہے کہ مولوی ابو سعید محمد حسین کو ۱۳ ماہ کے اندر ذلت کی مار اور رسوائی ہوگی جس سے مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ اپنی پیشگوئی کو سچا کرنے کے لئے میری جان کو نقصان پہنچانے کی کوئی ناجائز تدبیر کریگا۔ لہذا درخواست ہو کہ مظہر سائل کو ایک پستول اور ایک بندوق کا حفاظت جان کے لئے کل احاطہ پنجاب کے واسطے لائسنس دیا جاوے۔ کیونکہ مظہر کل پنجاب میں واسطے وعظ وغیرہ مریدوں کے دورہ کیا کرتا ہے۔ سوائے اسکے اندیشہ ہو کہ اسکی جماعت میں سے کوئی دشمن نقصان پہنچا دے۔ عرضی فدوی مولوی ابو سعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ۔ ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور

۵ دسمبر ۱۸۹۸ء ۔ دستخط ابو سعید محمد حسین

ارشاد پیشگاہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر حسب حکم ہوا کہ مرزا غلام احمد و مولوی محمد حسین برائے ۵ ماہ حال صدر میں طلب ہوویں۔ اہلمد کاغذات کو بطور خفیہ احتیاط سے رکھے ۹۸-۱۲-۵

نقل حکم

در مقدمہ بالائی بعد ملاحظہ رپورٹ اہلمد اجلاسی مسٹر ایف ٹی ڈکسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر مجسٹریٹ ضلع گورداسپور۔ آج پیش ہو کر حکم ہوا کہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء کو مقدمہ ہذا پیش ہو۔ سمن کو پیش کی گئی ۹۸-۱۲-۱۴ ۔ دستخط حاکم

جناب عالی کاغذات برائے ۵ جنوری ۱۸۹۹ء پیش کرتا ہوں - دستخط اہلمد - ۴ جنوری ۹۹ء

نقل حکم درمیانی

(مورخہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء)

اجلاس مسٹر جے - ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

فریقین مرزا غلام احمد قادیانی اور ابوسعید محمد حسین بٹالوی معہ وکلاء کے حاضر ہیں یہ مقدمہ جو ہمارے روبرو جانبین نے بنام پولیس اس غرض سے جاری کیا تھا کہ آئندہ ۱۴ دسمبر کے پیش کیا جاوے مقدمہ ۵ جنوری تک ملتوی کیا گیا بوجہ فریقین کے - ایک فریق کے وکیل مسٹر اورٹل نے بذریعہ تار ہم سے درخواست کی ہے کہ مقدمہ ۱۲ تاریخ تک ملتوی کیا جاوے انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ دوسرے فریق کا وکیل بھی رضامند ہے جسنے مقدمہ کا التواء ۱۱ جنوری تک کیا ہے مگر ہم ۱۲ کو تو دورہ میں جاوینگے -

ایک نقل منجملہ ذیل حکم کی زیر دفعہ ۱۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری فریقین پر تعمیل کیا جاوے کہ مرزا غلام احمد ساکن قادیان اور ابوسعید محمد حسین کچھ عرصہ ہوا آپس میں سخت مذہبی مباحثہ کر رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ سے مباہلہ کی درخواست کیجاوے کہ جس شخص پر ذلت پڑے کہ جو غلطی پر ہو - ہر دو فریق کی تحریرات اس حد سے باہر چلی گئی ہیں کہ جنکو مباحثہ واجب کہا جاوے - ابوسعید محمد حسین کے ممبرین کے ایک ممبر سید ابوالحسن تبتی نے ایک اشتہار دربارہ مرزا غلام احمد ساکن قادیان کے جاری کیا گیا ہے کہ جو نہایت فحش ہے - اور ایک اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں مرزا نے خداوند کریم کے پاس صرف یہی درخواست نہیں کی کہ اس شخص کو جو غلطی پر ہو ذلیل کیا جاوے بلکہ اُسکے مخالفان پر بھی - جو افواہیں لاہور میں قتل لیکھرام کی نسبت مشہور ہوئی ہیں - عام طور پر روشن ہیں - خواہ وہ درست ہیں یا دروغ - لیکن اس سے مرزا غلام احمد ساکن قادیان کو جتائی ہوئی چاہیئے تھی کہ وہ اس قسم کے مباحثے سے پرہیز کرے جسمیں موت کی لائی جاوے جبکہ مقدمہ حال میں ذلت کی پیشگوئی اُسکے مخالفوں کی نسبت شامل ہو - ہماری رائے میں یہ مناسب ہے کہ نقض امن کے روکنے کے لیے ہر دو اشخاص مندرجہ صدر سے اُن کے اپنے مچلکے ایک ایک ہزار روپیہ کو برائے ایک سال واسطے رکھنے حفظ امن کے لئے جاویں - لہذا حکم ہوا کہ نامبرگان ۵ جنوری ۱۸۹۹ء کو حاضر آویں - اور وجہ ظاہر کریں کہ کیوں ایسا حکم صادر نہ کیا جاوے - نقل اس حکم کی نوٹس کے ہمراہ براہ تعمیل

جیجی جاوے - تحریر ۱۴ دسمبر ۹۸ء - دستخط حاکم

نقل حکم درمیانی مقدمہ فوجداری

باجلاس مسٹر جے - ایم - ڈوئی صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

واقعہ ۵ جنوری ۱۸۹۹ء بمقام گورداسپور

مولوی ابوسعید محمد حسین ساکن بٹالہ و مرزا غلام احمد ساکن قادیان ملزم حاضر ہیں۔ مسٹر ڈبلیو براؤن - شیخ فضل الدین - شیخ علی احمد و خواجہ کمال الدین وکلاء منجانب مرزا غلام احمد حاضر ہیں۔ مسٹر اورٹل بیرسٹر و شیخ نبی بخش وکیل منجانب ابوسعید محمد حسین حاضر ہیں - مسٹر براؤن تسلیم کرتے ہیں کہ مندرجہ ذیل دستاویزات اُن کے موکل نے جاری کیں (الف) اشتہار مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء (الف) (ب) اشتہار مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء (ب) (ج) اشتہار مورخہ ۶ جنوری ۱۸۹۹ء (ج) (د) رسالہ کشف الغطاء (د) دعا اشتہار مورخہ ۶ جنوری ۱۸۹۹ء (ز)

نقل بیان مولوی محمد حسین ساکن بٹالہ

مقدمہ فوجداری اجلاس مسٹر جے - ایم ڈوئی صاحب مجسٹریٹ ضلع گورداسپور

بیان مولوی محمد حسین ابوسعید ساکن بٹالہ - ایک فتویٰ تکفیر کا نسبت مرزا غلام احمد ۱۸۹۱ء میں میرے اخبار میں چھپا کہ مرزا غلام احمد کافر ہے۔ اس فتویٰ کے لکھنے والے مولوی نذیر حسین تھے - اور اس فتویٰ پر دو سو مولویوں کی مہریں ہیں۔ میری مہر نہیں ہے - میں سائل تھا جواب انہوں نے دیا تب سے ہمارا مذہبی بحث اسکے ساتھ ہوتا رہا - میں محمد بخش جعفر زٹلی ساکن لاہور کو جانتا ہوں اُس کے ساتھ میری کوئی خاص دوستی نہیں - لیکن خط و کتابت دنیوی کام میں کبھی کبھی میری آپس کی ہوتی ہے میں لاہور میں جاتا رہتا ہوں - کبھی کسی دوست کے گھر کبھی کسی دوست کے گھر رہتا ہوں اسکے گھر میں کبھی نہیں رہا - میرا اشاعۃ السنہ وہاں چھپتا ہے - فقرے جو آپ مجھکو پڑھکر سنائے گئے یہ میرے اخبار کا خلاصہ جو نمبر ۵ - جلد ۱۸ - اشاعۃ السنہ (ایف) میں ہے اور جو اشتہار محمد بخش نے لاہور میں جاری کیا اُسکے متعلق ہے - اصلی اشتہار میری خبر کے کاغذ میں نہیں چھاپا

نہ مجھسے کوئی مشورہ لیا گیا - اور نہ مجھسے پوچھا گیا - پرچہ اشاعۃ السنہ (جی) نمبر ۳ - جلد ۱۸ میں سے جو فقرے متعلق تیسری حرکت پڑھکر سنائے گئے ہیں وہ میری خبر کے کاغذ میں درج ہیں - پرچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۱۸ میں سے فقرات مجھکو پڑھکر سنائے گئے یہ بھی میرے اخبار میں سے ہیں - پرچہ (ایچ) اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۱۶ میں سے چند سطور مجھکو سنائی گئیں یہ میں نے اپنے اخبار میں چھاپی ہیں - پرچہ نمبر ۵ جلد ۱۸ اشاعۃ السنہ میں سے جو سطریں مجھکو سنائی گئیں یہ بھی میری خبر کے کاغذ میں چھپی ہیں میری خبر کے کاغذ میں وہ در حال اور کافر ہیں۔ ابوالحسن تبتی ہے جیسے وہ مجھی کہتا ہے میں نے مولوی ابوالحسن تبتی کو دیکھا ہے وہ کبھی سیالکوٹ میں رہتا ہے - کبھی لاہور - کبھی دہلی - آخیر مرتبہ میں شہر امرتسر میں گیا تھا - یا قریب اسکے - اور چودہ دن رہا اُس وقت میں نے اُس مولوی کو دیکھا تھا - اشتہار مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کی نسبت میرا کوئی مشورہ اسکے ساتھ نہیں ہوا کہ جسمیں لکھا ہے کہ مونہہ کالا کیا جاوے اور گدھے پر پھرایا جاوے وغیرہ - میں جانتا ہوں کہ اس اشتہار کی نسبت کوئی ذکرات میرے اشاعۃ السنہ میں نہیں ہوا - میرے پاس اس اشتہار کی نقل ڈاک میں آئی تھی - اور دستی بھی ملی - جب پہلے ڈاک میں میرے پاس نقل پہنچی میں نے کوئی جواب سید ابوالحسن تبتی کو نہیں لکھا - اس اشتہار کی نسبت میں نے اخیر مرتبہ ۲۴ اکتوبر کو شہر میں اسکو دیکھا تھا - اسوقت تک اس نے مجھسے کوئی ذکر اس اشتہار کی نسبت نہیں کیا کہ میں کوئی ایسا اشتہار بناؤنگا - ۱۸۹۸ء سے ایک چھری اپنی حفاظت کے واسطے اپنے پاس رکھتا ہوں - مجھکو یہ خوف ہے کہ مرزا غلام احمد اشتعال دلائیگا - میری نسبت بھی طرح سے جسطرح کہ دیگر لوگوں کی نسبت اس نے پیشینگوئیاں کیں - میں نے اس خوف سے ایک بندوق اور ایک پستول کے لئے لائیسنس کی درخواست ۵ دسمبر ۱۸۹۸ء کو دی تھی - جو شامل مسل ہے - اور میں نے وہ درخواست دیکھی ہے عبداللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام کی نسبت جو کچھ واقعہ ہوا اسکی وجہ سے مجھکو خوف ہے اور نسبت اشتہار (الف) مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے بھی مجھکو خوف ہے - دستخط ابوسعید محمد حسین

دستخط حاکم -

بیان گواہ بمواجہہ میں تحریر ہوکر سنایا گیا سنکر درست تسلیم کیا - دستخط حاکم

نقل بیان مرزا غلام احمد ساکن قادیان

عبد الکریم سیالکوٹی میرا ایک مرید ہے۔ اس نے ایک [illegible] چھاپا۔ اسمیں جو چند فقرات مجھکو پڑھکر سنائے گئے۔ وہ اس میری پیشینگوئی کی نقل ہے جو عبد اللہ آتہم کی نسبت تھی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ عبد اللہ آتہم نے مجھ سے تحریری درخواست کی تھی۔ ان کی رضامندی اور تحریری درخواست پر میں نے یہ پیشینگوئی کی تھی کیونکہ انہوں نے اصرار کیا تھا۔ عبد اللہ آتہم کی درخواست جو میرے نام تھی وہ مقدمہ ڈاکٹر کلارک کی مثل میں ہے۔ [illegible] جو پیشینگوئی مجھکو عنایت کی گئی وہ پنڈت لیکھرام کی نسبت تھی اور میں نے پنڈت لیکھرام کی رضامندی سے اور اس کی تحریری درخواست پر کی تھی۔ اس خاص پیشینگوئی کی خاطر وہ پشاور سے آکر قادیان میں دو ماہ رہا۔ اور بہت بدزبانی کرتا رہا۔ اور تمام پیغمبروں کو گالیاں دیتا رہا۔ اور پنڈت لیکھرام پانچ برس کے اندر مارا گیا۔ جب میرے گھر کی تلاشی ہوئی۔ اور پنڈت لیکھرام کے مرنے کے بعد میں نے ایک اشتہار جاری کیا جو مجھکو اب پڑھکر سنایا گیا۔ جب مقدمہ ڈاکٹر کلارک صاحب کا ہوا۔ اس میں کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہ ہدایت دی تھی۔ اور میں نے ایک نوٹس پر دستخط کئے تھے۔ پنڈت لیکھرام نے ایک اشتہار اپنی طرف سے میری نسبت دیا تھا۔ کہ تو تین برس میں ہیضہ کی بیماری سے مر جاؤ گے اور اس پیشگوئی کو اس نے پہلے آپ شایع کیا تھا۔

دستخط مرزا غلام احمد بقلم خود

الحکم قادیان میں جاری ہوتا ہے جو اس کا ایڈیٹر ہے۔ وہ میرے مریدوں میں سے ہے۔ اسمیں سے جو فقرہ حرف (O) پڑھکر مجھکو سنایا گیا۔ وہ میرے مشورہ سے جاری نہیں ہوا۔ مجھکو فرصت نہیں کہ میں ایسے معاملات دیکھ سکوں۔ میرے حالات کے لئے میری تعلیمیں [illegible] جو میری کتابوں میں ہیں۔ دستخط مرزا غلام احمد بقلم خود

دستخط حاکم

بیان ہمارے روبرو [illegible] پڑھکر سنایا گیا۔ بیان کنندہ نے درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ نمبر ۵۴۴ گواہ استغاثہ باقرار صالح

میں بٹالہ میں ۱۸۹۸ء سے ڈپٹی انسپکٹر ہوں۔ یہ بحث مذہبی ان پانچ سالوں میں برابر جاری رہا ہے۔ مولوی محمد حسین نے مجھکو چھری دکہلائی تھی۔ یہ کہا تھا کہ آپنے سنا ہے کہ مرزا غلام احمد نے جو تیرہ مہینے کی میعاد کا اشتہار جاری کیا ہے۔ میں اس کو اپنی حفاظت کے واسطے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ اور پوچھا اسکے خوف کیا اسکے واسطے کچھ لائسنس کی ضرورت ہوگی؟ میں نے اسکو کہا کہ میرے خیال میں یہ معمولی چھری ہے۔ اور اسکے واسطے لائسنس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اسوقت مولوی محمد حسین نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ میں پستول اور بندوق کے لئے درخواست لائسنس کی کرونگا۔ الحکم قادیان میں چھپتا ہے۔ اور شیخ یعقوب علی اسکا ایڈیٹر ہے۔ مرزا غلام احمد کے اہتمام میں چھپتا ہے۔ میرے خیال میں جو کچھ اس میں چھپتا ہے وہ مرزا کے منشاء اور ملاحظہ سے۔ اور اُن کی نگرانی میں چھپایا جاتا ہے۔ یعقوب علی اسکے مکان میں رہتا ہے۔ اسی سے کہا گیا ہے۔ ان دونوں فریقوں کا جوش بڑا اشتعال انگیز ہے۔ اور دشمنی سالہا سال سے چلی آتی ہے۔ جب پنڈت لیکھرام مارا گیا اسوقت بٹالہ میں مذہبی جوش بہت تھا۔ مولوی محمد حسین جو اندیشہ رکھتا تھا۔ میرے خیال میں وہ واقعی اندیشہ ہے۔ مجھکو اس امر کا خیال ہے کہ عام افواہ ہے کہ جو پیشینگوئیاں کی گئیں ان کے پورا کرنے کے لیئے کوششیں کی گئی ہیں۔ میرے نزدیک واقعی اندیشہ ہے۔ (جرح مسٹر اورٹل پر کہا) محمد حسین کی نسبت میرے پاس کوئی رپورٹ نہیں ہوئی کہ اس سے اندیشہ ہو۔ وہ کبھی کسی مقدمہ میں یا لڑائی میں شامل نہیں ہوا۔ یہ دو لوگ اپنی اپنی جگہ پیشوائے اسلام سمجھتے ہیں (جرح مولوی فضل الدین وکیل پر کہا) مرزا غلام احمد کی نسبت کسی آدمی کی طرف سے کوئی خاص رپورٹ تھانہ میں نہیں ہوئی کہ اسکی طرف سے خطرہ ہے۔ چند سالوں سے مرزا صاحب پکے قادیان میں رہتے ہیں۔ مرزا صاحب کا اپنا چھاپہ خانہ قادیان میں ہے سوائے اس الحکم کے چھاپنے خانے کے۔ میرے سامنے مرزا صاحب نے کبھی مشورہ یا صلاح کسی امر کے چھاپنے جانے کی بابت یعقوب علی کو نہیں دی۔ میری آمد ورفت قادیان میں اکثر زیادہ رہتی ہے۔ ہر دوسرے ہفتہ جایا کرتا ہوں۔ جو اخبار یا رسالہ کبھی چھپ کر نکلتا تھا تو مجھکو یہ خبر ملتی تھی کہ مرزا صاحب کو اسکے ایڈیٹر دیتا ہے۔ میں نے الحکم میں ایڈیٹر کا یہ اعلان نہیں دیکھا کہ مرزا صاحب کا اس رسالہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ ایک شکایت نسبت ایک کانسٹیبل حاکم علی کے الحکم میں چھپی تھی۔ اسنے رپورٹ دی تھی کہ مرزا غلام احمد اور نظام الدین کے درمیان بابت تنازعہ ایک دیوار کے سخت اندیشہ فساد کا ہے۔ مولوی محمد حسین نے بعد اشتہار تیرہ ماہ کے مجھکو چھری دکہلائی تھی۔ مجھکو معاملی حالات کی وجہ سے یہ خیال ہے کہ جب کبھی مرزا صاحب پیشینگوئی کرتے ہیں۔ تو اس کی صداقت کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بقلم خود

دستخط حاکم

بیان گواہ ہمارے روبرو درجہ بدرجہ سماعت میں آکر تحریر ہو کر سنایا گیا۔ گواہ نے درست تسلیم کیا۔ دستخط حاکم

بیان سید بشیر حسین انسپکٹر پولیس باقرار صالح

میں ضلع ہذا میں انسپکٹر پولیس ہوں۔ میں لاہور شہر میں انسپکٹر پولیس تھا۔ قبل اسکے کہ ضلع ہذا میں آیا۔ پنڈت لیکھرام کے قتل کے وقت وہاں تھا۔ یہ عام شبہ تھا کہ مرزا غلام احمد کا تعلق اس قتل میں تھا۔ جو فقرات اسوقت پڑھکر [illegible] کو سنائے گئے ہیں ان کے شایع ہونے کی وجہ سے کوئی شبہ نہیں ہو۔ کہ بعض اس کا اندیشہ ہے کہ مرزا اور مولوی محمد حسین خود کوئی ایسا فعل کریں گے۔ مگر وہ اپنے مریدوں کو اشتعال دینگے۔ (جرح مسٹر اورٹل بیرسٹر پر کہا) محمد حسین کی نسبت کبھی شبہ نہیں ہوا کہ اسنے یا اسکے پیروی کنندوں نے مشتعل [illegible] قتل دیا ہے۔ مجھکو اس ضلع میں آئے ہوئے تین مہینے ہوئے ہیں۔ مجھکو محمد حسین کی نسبت سب حال معلوم نہیں ہے مگر اسقدر معلوم ہے کہ انکے دوست اور مرید ہیں۔ جو کچھ وہ کہے کرینگے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اسکے مرید ہیں مرزا کے بھی مرید ہیں۔ (جرح مسٹر براؤن پر کہا) لاہور میں عام افواہ تھی کہ پیشینگوئی کو پورا کرنے کے لئے مرزا نے ایسا قتل کرایا ہے۔ مجھکو کسی خاص کتاب کی بابت معلوم نہیں۔ لیکن اسقدر معلوم ہے کہ پنڈت لیکھرام اپنے مخالفوں کی نسبت کتابیں شایع کرتا تھا میں ذاتی طور پر